مقاماتِ مظہری

احوال و ملفوظات و مکتوبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہیدؒ

۱۱۱۱ھ / ۱۷۰۰ء ——— ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء

تالیف

حضرت شاہ غلام علی دہلوی

تحقیق و تعلیق و ترجمہ

محمد اقبال مجددی

اردو سائنس بورڈ
299 - اپر مال ، لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر 175

طبع دوم : 2001ء
قیمت : -/300 روپے

ناشر

محمد اکرام چغتائی
ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ
299- اپر مال، لاہور

ISBN - 969 - 477 - 055 - 6

مطبع : میو آرٹ پریس، 48 لوئر مال، نزد سیشن کورٹ، لاہور

ہوئے اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ اس وقت سارا ہندوستان " کفرستان "بن گیا ہے:

ہر چہار طرف کفرستان است (۲۸۶)۔

اس غلبہ کفر میں مسلمان اپنی جان و مال اور آبرو تو کھو ہی بیٹھے تھے لیکن وہ اپنی جداگانہ ملی حیثیت بھی فراموش کرنے لگے تھے۔ اس دور کے بہت سے با اثر مسلمان ہندو اور مسلم میں صرف لفظی فرق خیال کرتے تھے۔ صوفیہ خام نے وحدت الوجود کے فلسفہ کو ہندو مت کے ساتھ ملا کر اسے وحدت ادیان سے قریب تر کردیا تھا (۲۸۷)۔

علماء وصوفیہ کی حالت :

اس مذہبی بے راہ روی کے دور میں علماء و صوفیہ جن کا مقصد حیات سلاطین، امراء وعوام کی اصلاح تھا، خود ان کی حالت افسوسناک تھی۔ یہاں اس ماحول کا تذکرہ اس لیے کیا جا رہا ہے تاکہ قارئین حضرت مظہر اور دیگر راسخ العقیدہ علماء و صوفیہ کی دعوت و عزیمت کی کوششوں کو بآسانی سمجھ سکیں۔

حضرت مظہر کے معاصر اور اس عہد کے سب سے بڑے عالم حضرت شاہ ولی اللہ نے علماء، فقہاء اور واعظوں کو خطاب کرکے جس طرح انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی ہے، اس سے اس دور کے علماء کی افسوس ناک حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں:

> اے بدعقلو! جنھوں نے اپنا نام "علما" رکھ چھوڑا ہے۔ تم یونانیوں کے علوم میں ڈوبے ہوئے ہو، اور صرف ونحو و معانی میں غرق ہو اور سمجھتے ہو کہ یہی علم ہے، یاد رکھو! علم یا تو قرآن کی کسی آیت محکم کا نام ہے یا سنت ثابتہ قائمہ کا ... لیکن ان دنوں جن چیزوں میں تم الجھے ہوئے ہو اور جس میں سر کھپا رہے ہو اس کو آخرت کے علم سے کیا واسطہ یہ دنیا کے علوم ہیں ... علم کا پڑھنا تو اسی لیے واجب ہے کہ اس کو سیکھ کر مسلمانوں کی بستیوں میں اسلامی شعائر کو رواج دو، لیکن تم نے دینی شعار اور اس کے احکام کو تو پھیلایا نہیں ... تم

نے اپنے حالات سے عام مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا ہے کہ علماء کی بڑی کثرت ہو چکی ہے ' حالانکہ ابھی کتنے بڑے بڑے علاقے ہیں جو علماء سے خالی ہیں اور جہاں علماء پائے جاتے ہیں وہاں بھی دینی شعار کو غلبہ حاصل نہیں ہے ... تم لوگوں کو جعلی اورگھڑی ہوئی حدیثوں کا وعظ سناتے ہو ' اللہ کی مخلوق پر تم نے زندگی تنگ کردی ہے ' حالانکہ تم تو اس لیے پیدا کیے گئے تھے کہ لوگوں کو آسانیاں بہم پہنچاؤ گے (۳۸۸)۔

شاہ ولی اللہ کے اس خطاب سے اس دور کی مذہبی فضا اور علماء کی زندگی واضح طور پر سامنے آ جاتی ہے کہ کس طرح علماء اپنے منصب کی حقیقت کو فراموش کرکے یونانی علوم کی ترویج اور صرف و نحو میں مستغرق تھے۔

شاہ صاحب اس عہد کے فقہا کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس زمانہ میں فقیہ اس شخص کا نام ہے جو باتونی ہو زور زور سے ایک جبڑے کو دوسرے جبڑے پر پٹکتا ہو ' جو فقہا کے اقوال قوی ہوں یا ضعیف سب کو یاد کرکے بغیر اس امتیاز کے کہ ان میں سے کس میں قوت ہے ' کس میں نہیں ہے وہ انہیں اپنے جبڑوں کے زور سے چلتا کرتا ہے ... فقہا جو پہلے عوام کے مطلوب تھے اب یہی عوام کے طالب ہوگئے اور سلاطین اور بادشاہوں سے الگ رہنے کی وجہ سے جو معزز شمار کیے جاتے تھے ' اب بادشاہوں کے آستانوں پر جھک کر ذلیل و خوار ہو رہے ہیں ....(۳۸۹)

اگر احبار یہود کی حالت دیکھنا چاہو ' تو آج کل کے علماء کو دیکھ لو اور اگر عیسائیوں کا نقشہ دیکھنا چاہتے ہو تو آج کل کے مشائخ کے سامنے بیٹھ کر کھینچ لو (۳۹۰)۔

بے شک اس عہد میں صوفیہ عام کی حالت بھی بہت ہی افسوس ناک تھی۔ کئی درویشوں کے افعال میں جوگیوں کا اثر نظر آتا ہے۔ سید عبدالولی عزت نے داڑھی اور بھنویں منڈوا کر جوگیوں کی وضع اختیار کرلی تھی۔ اس طرح مرزا گرامی ' لباس صوفیہ کے باوجود قلندر مشرب اور ہر مذہب کو پسند کرتے تھے (۳۹۱)۔ کئی